44

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

خطبہ نمبر

ٹیلیفون نمبر ۹۱

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل قادیان"

THE DAILY
AL FAZL, QADIAN.

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۶ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

آلۂ نشر الصوت کی شرک کے عقیدہ پر کاری ضرب

سنہ ۱۹۴۲ء یا سنہ ۱۹۴۴ء تک کا پُر ابتلا زمانہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۳۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اُس خدا کا بے انتہا شکر ہے جس نے

ہر زمانہ کے مطابق اپنے بندوں کے لئے سامان

بہم پہونچائے ہیں۔ کبھی وُہ زمانہ تھا کہ لوگوں کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک چلکر جانا بہت مشکل ہُوا کرتا تھا۔ اور اس وجہ سے بہت بڑے اجتماع ہونے ناممکن تھے لیکن آج ریلوں۔ موٹروں۔ لاریوں۔ بسوں ہوائی جہازوں۔ اور عام بحری جہازوں کی ایجاد اور افراط کی وجہ سے ساری دُنیا کے لوگ بسہولت کثیر تعداد میں قلیل عرصہ میں ایک مقام پر جمع ہو سکتے ہیں۔ اور اس وجہ سے موجودہ زمانہ میں کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ وُہ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے عظیم الشان اجتماعات میں تقریر کر کے اپنی آواز تمام لوگوں تک پہونچا سکے۔

پس خدا نے جہاں اجتماع کے ذرائع بہم پہونچائے۔ وہاں

لوگوں تک آواز پہنچانے کا ذریعہ

بھی اس نے ایجاد کروا دیا۔ اور ہزاروں ہزار اور لاکھوں لاکھ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے اس چھوٹی سی بستی میں جس کا چند سال پہلے کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا اپنے مامور کو مبعوث فرما کر اپنے وعدوں کے مطابق اس کو ہر قسم کی سہولتوں سے متمتع فرمایا۔ یہاں تک کہ اب ہم اپنی اس مسجد میں بھی وُہ آلات دیکھتے ہیں۔ جو لاہور میں بھی لوگوں کو عام طور پر میسر نہیں ہیں۔ آج اس آلہ کی وجہ سے اگر اس سے صحیح طور پر فائدہ اٹھایا جائے۔ تو ایک ہی وقت میں لاکھوں آدمیوں تک بسہولت آواز پہونچائی جا سکتی ہے۔ اور ابھی تو ابتدا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اس آلہ کی ترقی کہاں تک ہوگی۔ بالکل ممکن ہے اس کو زیادہ وسعت دیکر ایسے ذرائع سے جو آج ہمارے علم میں بھی نہیں میلوں میل یا سینکڑوں میل تک آوازیں پہونچائی جا سکیں۔ اور وائرلیس کے ذریعہ تو پہلے ہی ساری دُنیا میں خبریں پہونچائی جاتی ہیں۔

پس اب وہ دن دور نہیں۔ کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا

ساری دنیا میں درس و تدریس

پر قادر ہو سکے گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں۔ اور جس رنگ میں اللہ تعالےٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے۔ اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی۔ تو بالکل ممکن ہے۔ کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو۔ اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح اور تمام ممالک کے لوگ۔ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ

کیا ہی شاندار نظارہ

ہوگا۔ اور کتنے ہی عالی شان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی۔ کہ جس کا تصور کرکے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں اس کے بعد میں آج اس آلہ کے لگائے جانے کی تقریب کے موقعہ پر سب سے بہتر مضمون یہی سمجھتا ہوں۔ کہ میں

شرک کے متعلق کچھ

بیان کروں۔ کیونکہ یہ آلہ بھی شرک کے موجبات میں سے بعض کو توڑنے کا باعث ہے

تحریک جدید سال چہارم کے متعلق حضرت امیر المومنین کے حضور افریقہ کے ایک احمدی کی پہلی مخلصانہ آواز

بیرون ہند کی جماعتوں اور افراد کے لئے قابل تقلید مثال

ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب بیگاوڈی افریقہ نے تیسرے سال کے لئے پانچ سو شلنگ ابتدائے تحریک میں ادا کر دیا تھا۔ اب چوتھے سال کے لئے تیسرے سال سے قریباً سوایا وعدہ کرتے ہوئے بذریعہ ہوائی ڈاک حضور کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

الحمدللہ کہ اس ڈاک سے گوہر مقصود ملا۔ یعنی تحریک جدید سال چہارم کی اطلاع ملی۔ عام طور پر دوستوں کا خیال تھا۔ کہ مالی تحریک اب بند ہو جائے گی۔ جس سے دل کو تکلیف ہوتی کہ کیا مالی قربانی کے لئے صرف تین سال ہی تھے۔ مگر بعد میں ایک خط بنام مسٹر عبدالحکیم جان (آپ کا وعدہ جو تیسرے سال سے سوایا ہے۔ ۲۰۰ شلنگ کا حضور کے پیش ہو چکا ہے) سے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی۔ کہ مالی تحریک جدید چوتھے سال بھی ہوگی۔ میں نے نیروبی کے ایک دوست سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے اس کو خلاف توقع پاکر حیرت سے کہا اچھا مالی تحریک ہوگی۔ سو الحمدللہ کہ حضور نے یہ سات سال مالی خدمت کے لئے عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور کو جزائے خیر دے۔ جو ہم کو بے نظیر خدمات کے مواقع عطا فرما رہے ہیں۔ ورنہ وہ دن قریب ہیں جب ہمارے چندوں کی ضرورت نہ رہے گی۔ گو سات سال کا عرصہ بھی کافی عرصہ ہے۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ مگر باوجود اس کے جب یہ پڑھا۔ کہ ۷ سال کے بعد مالی تحریک بند ہو جائے گی۔ تو دل کو تکلیف ہوئی۔ کہ معلوم نہیں پھر خدمت کا موقعہ ہم کو ملے گا یا نہیں۔ خواہش تو یہی ہے۔ کہ موت ہی اس جہاد کو ختم کرے۔ اور خدا کی گود میں ہی جاکر ہم آرام پائیں ورنہ اس سے در ہلاکت ہے پیارے آقا حضور نے ازراہ کرم کمزوروں کو ساتھ چلانے کے لئے یہ اجازت فرما دی ہے کہ کم سے کم پہلے سال کے برابر حصہ لیں۔ مگر میرا دل نہیں چاہتا۔ کہ پہلے سال سے تین گنا قدم آگے بڑھا کر اب پھر واپس کروں۔ یہ قدم صدق کے اصول کے خلاف ہے۔ نیز جب میرا مولا ہر سال مجھ کو تحریک جدید کی برکت سے زیادہ دے رہا ہے۔ تو میں کیوں بخل سے کام لوں اور رب العالمین کا منظور نہ بنوں۔ کیونکہ بموجب حدیث انا عند ظن عبدی اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ جیسا وہ اس کے متعلق گمان کرتے ہیں۔ تو یہ میرے مولا کی بخشش و کرم اور جود و عطا پر بدظنی ہے۔ کہ میں ہاتھ کو تنگ کروں۔ میرا ایمان ہے۔ کہ خدا کی راہ میں جتنا زیادہ دیا جائے۔ اتنا ہی وہ اور دیتا ہے۔ اس لئے دل یہی چاہتا ہے۔ کہ اب یہ سلسلہ آگے ہی چلتا جائے۔ اور نیت کر لی ہے۔ کہ سات سال تک انشاءاللہ ہر سال زیادہ ہی دوں گا۔ اللہ تعالےٰ اگر توفیق دیتا جائے۔ تو یہ اس کی رحمت سے بعید نہیں۔ چوتھے سال کی چھ سو شلنگ کی رقم جنوری تا مارچ تین اقساط میں پیش حضور ہوگی۔

الحمدللہ کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے توفیق سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔ یعنی ۴۰۰ شلنگ جو تیسرے سال سے چار گنا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اس کی ادائیگی بھی اپریل ۱۹۳۸ء تک انشاءاللہ تعالےٰ ہو جائے گی۔ جب جماعت بیگاوڈی کا چندہ تحریک جدید سال چہارم ایک ہزار شلنگ کا وعدہ پیش ہوا۔ تو ان دونوں دوستوں کے لئے حضور نے دعا فرماتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزا رقم فرمایا۔ اور اپنے قلم سے لکھا۔ "بہت سے دوست تیسرے سال سے زائد دے رہے ہیں۔ میں نے خود بھی زیادہ ہی دیا ہے۔ گو وہ میری طاقت سے بالکل باہر ہے۔ کیونکہ جو گھر کا خرچ ہوتا ہے۔ اس کا اکثر حصہ بھی قرض سے ہوتا ہے۔ اور میں نے دو ماہ کے خرچ کے برابر دیا ہے۔ یعنی گھر کے سالانہ خرچ کا سولہ فیصدی۔ اور آمد کا حساب کیا ہے۔ تو قریباً تینتیس فیصدی آمد کا حساب بنتا ہے"

حضور نے چوتھے سال کے لئے دو ہزار روپیہ دیا ہے جو تیسرے سال سے قریباً سوایا ہے۔ اور ماہوار آمد کے حساب سے یہ پورے چار ماہ کی آمد ہے۔ پس یہ آمد سالانہ کا ⅓ یا تینتیس فی صدی علاوہ دیگر چندوں وغیرہ کے ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے گھر کا خرچ ایک ہزار ماہوار ہے اور سالانہ خرچ بارہ ہزار روپیہ۔ پس یہ دو ہزار چندہ سالانہ خرچ کا ⅙ حصہ یا سولہ فی صدی بنتا ہے۔ میں نے سال اول۔ دوم۔ سوم کے تمام افراد کے وعدوں کو گہری نظر سے دیکھا۔ اور چوتھے سال کے وعدوں کو بھی جو اب تک حضور کے پیش ہو چکے ہیں۔ غور سے مطالعہ کیا۔ مگر جس نسبت سے حضور نے چندہ تحریک جدید دیا ہے۔ اس نسبت سے کسی ایک دوست کا بھی وعدہ نہیں۔ البتہ ایک مخلص دوست جنہوں نے پہلے سال ۲۰۰۰ دوسرے سال بھی ۲۷۰۰ اور تیسرے سال ۲۹۱۶ ادا کیا تھا۔ اب چوتھے سال کے لئے بھی ۲۹۱۶ دیا ہے یہ ہی صاحب ہیں جن کے متعلق حضور نے تیسرے سال کی تحریک کے وقت بغیر نام ظاہر کئے فرمایا تھا۔ کہ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ انکو نیک۔ صالح۔ خادم دین اولاد عطا فرمائے۔ ان کی یہ رقم ماہوار آمد کا ¼ یا پچیس فی صدی کی نسبت سے ہے۔

وعدہ لکھاتے وقت ہندوستان اور بیرون ہند کی جماعتیں اور افراد حضور کے اس ارشاد کو یاد رکھیں۔

"میں اس چندے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ میں انکو مخاطب کر رہا ہوں جنکو اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا فرمائی ہوئی ہے۔ جو میری آواز پر لبیک کہنے میں سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب ہے۔ پس وہ جو مالی وسعت رکھتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ اپنی زندگی کے دن اچھے بنالو۔ اور ثواب کا جو موقعہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرو۔ اور جو لوگ پہلے سے بھی زیادہ بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ تم نے پہلے بھی ثواب کمایا۔ اور اب اور ثواب کما لو۔ کہ خدا نے تمہارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیئے ہیں۔" فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

جو لوگ خدا تعالےٰ کی توحید کے قائل نہیں۔ یا جو لوگ بعض اور ذرائع کو بیچ میں لانا چاہتے ہیں۔ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس امر پر ہے کہ ان کا دماغ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ کہ ایک ہستی ایسی بھی ہے۔ جو سب دُنیا کو دیکھ رہی۔ اور سب لوگوں کی آوازوں کو سُن رہی ہے۔ پس وُہ خیال کرتے تھے۔ کہ کو بعض ایسے درمیانی واسطوں کی ضرورت ہے۔ جن میں خدائی طاقتیں تقسیم ہوں۔ اور جو اپنی اپنی جگہ اس کی طاقتوں کو استعمال کر رہے ہوں۔ اسلامی فلاسفروں نے بھی اسی مقام پر آکر دھوکا کھایا ہے۔ اور یوروپین فلاسفر بھی اس دھوکا کا شکار ہو گئے۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ وُہ خدا تعالےٰ کی طاقتوں کا اندازہ اپنی طاقتوں کے لحاظ سے کرتے اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ ان لوگوں نے

خدا تعالےٰ کی طاقتوں کا صحیح اندازہ

نہیں لگایا۔ بلکہ انسانی طاقتوں پر خدا تعالےٰ کی طاقتوں کا قیاس کر لیا۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ انسان جب ایک طرف نگاہ کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف کی چیزیں انہیں نظر نہیں آتیں۔ تو انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی نظر بھی محدود ہے۔ پھر جب انسانوں نے دیکھا۔ کہ ہم ہر جگہ کی آواز ایک وقت میں نہیں سُن سکتے۔ تو خیال کر لیا۔ کہ خدا تعالےٰ بھی ہر جگہ کی آواز ایک وقت میں نہیں سُن سکتا۔

غرض انسانی طاقتوں پر خدائی طاقتوں کا جب انہوں نے قیاس کیا۔ تو انہیں ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ خدا تعالےٰ کے بعض شریک مقرر کریں۔ اسی خیال کے نتیجہ میں فلسفیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ

اللہ کو کُلی علم ہے۔ جزئی نہیں

یعنی اُسے یہ تو پتہ ہے۔ کہ انسان روٹی کھایا کرتا ہے۔ مگر اُسے یہ پتہ نہیں۔ کہ زید اس وقت روٹی کھا رہا ہے۔ اُسے یہ تو علم ہے۔ کہ انسانوں کے گھر میں بچے پیدا ہُوا کرتے ہیں۔ مگر اُسے یہ علم نہیں کہ اس وقت زید یا بکر کے گھر میں بچہ پیدا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں میں اس نہایت ہی گندے اور خبیث عقیدہ کو رائج کرنے والا ابن رشد ہسپانوی ہُوا ہے۔ اس کی ذات عجیب قسم کے متضاد خیالات کا مجموعہ تھی۔ یہ بڑا فقیہہ بھی تھا۔ اور اس نے فقہ کے متعلق بعض اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ پھر قاضی بھی تھا۔ اور ایک وسیع علاقہ پر اس کو قضا کا اختیار تھا۔ گویا ایک قسم کا چیف جج تھا۔ پھر نمازیں بھی ادا کر لیا کرتا تھا بلکہ جب اس کے خلاف اسلام عقائد کی وجہ سے بادشاہ نے اسے عہدۂ قضا سے برطرف کر دیا۔ اور مسلمانوں میں اس کے خلاف جوش پیدا ہُوا۔ تو اس وقت اُسے جو تکالیف پہنچیں۔ ان تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ اور تکالیف کا مجھے اتنا رنج نہیں۔ جتنا مجھے اس بات کا ہے۔ کہ مَیں جمعہ کے دن مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔ تو لوگوں نے مجھے

مسجد سے نکال دیا

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کو صرف رسمی نماز کی عادت نہیں تھی۔ بلکہ وہ واقعی نماز کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ اب ایک طرف نماز کی اہمیت کو سمجھنا جس میں ہر شخص کو براہ راست خدا تعالےٰ سے تعلق ہوتا ہے۔ اور جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ انسان یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہر فرد کی آواز سنتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہنا۔ کہ خدا تعالےٰ کو کُلی علم ہے۔ جزئی علم نہیں۔ اتنی متضاد باتیں ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ اور دونوں میں سے ایک بات ضرور بناوٹ معلوم ہوتی ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ یہ دونوں باتیں اس کی اپنی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اگر اس کی اپنی کتابوں میں یہ باتیں موجود نہ ہوتیں۔ تو ہم سمجھتے۔ کہ ابن رشد کی طرف جو فلسفہ منسوب کیا جاتا ہے۔ وُہ غلط ہے۔ مگر

ابن رشد کا فلسفہ

بھی اس کی اپنی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور دینداری کی باتیں بھی اس کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور اس کی فقہ کی کتابیں آج تک مسلمانوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

غرض وُہ متضاد خیالات کا مجموعہ تھا اور اسی کا یہ فلسفہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کو مخلوق کا کُلی علم ہے۔ جزئی نہیں۔ یورپ کے موجودہ فلسفہ پر اس کے فلسفہ کا نہایت گہرا اثر ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا دادا یہودی سے مسلمان ہُوا تھا۔ اور سپین اور فرانس کے یہودی علماء قومی تعلق کی وجہ سے اس کی کتابوں کا بہت درس دیا کرتے تھے۔ اور چونکہ ابتداء میں علوم جدیدہ کا رواج ہسپانیہ کے یہودیوں۔ اور عیسائیوں کے ذریعہ سے ہُوا ہے۔ اس لئے سارے سپین میں اس کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اور سو سال قبل تک بھی یورپ کی یونیورسٹیوں میں اس کی کتابیں پڑھائی جاتی رہی ہیں اسی لئے موجودہ فلسفہ بہت حد تک اس کے خیالات سے متاثر ہے۔

غرض یہ خیال۔ کہ خدا تعالےٰ ہر چیز کو نہیں جانتا۔ اس کی بنیاد اسی امر پر ہے۔ کہ انسان اپنی محدود طاقتوں سے خدا تعالےٰ کی طاقتوں کا اندازہ لگاتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ جب انسان ہر چیز کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب انسان تمام دُنیا کی آوازوں کو نہیں سُن سکتا۔ تو خدا کس طرح تمام چیزوں کو دیکھ سکتا اور تمام آوازوں کو سُن سکتا ہے۔ اور اس طرح وُہ سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا علم۔ اور خدا تعالےٰ کا دیکھنا۔ اور خدا تعالےٰ کا سننا سب انسانوں کی طرح ہے۔ اور جس طرح انسان کو درمیانی واسطوں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کو بھی درمیانی واسطوں کی ضرورت ہے۔ مگر آج دیکھو۔ وُہ کمزور انسان جو

خدا تعالےٰ کی طاقتوں کو گراتے تھے

انہیں خدا نے کہا۔ تم تو ہماری طاقتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ آؤ۔ مَیں تمہاری اپنی طاقتوں کو ابھارتا۔ اور تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ تم اپنی آواز کو کہاں کہاں تک پہونچا سکتے ہو۔ اور تم کتنے دور دور مقام کی آواز بخوبی سُن سکتے ہو۔ چنانچہ اس نے وائرلیس ایجاد کروا کے بتا دیا۔ کہ جب تمہارے جیسی ذلیل۔ ناپاک اور حقیر ہستی ساری دُنیا کی آوازیں وائرلیس کے ذریعہ سُن سکتی۔ اور ساری دُنیا میں اپنی آواز پہونچا سکتی ہے۔ تو کیا وُہ خدا جو تم کو پیدا کرنے والا ہے وُہ تمہاری آوازیں نہیں سُن سکتا۔ پس اسی فلسفہ کی تعلیم کے نتیجہ میں جن علوم نے ترقی کی۔ آج ان علوم کے ذریعہ جب انگلستان کا ایک ڈوم۔ یا مراثی۔ یا ایک گانے والی کنچنی جب ساری دُنیا میں اپنی آواز پہونچا رہی ہوتی ہے۔ تو فضا کی ہر حرکت اور آواز کی ہر جنبش یورپ کے فلسفیوں پر قہقہے لگا رہی ہوتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کم بختو۔ اب بتاؤ۔

کیا خدا ساری دُنیا کی آوازیں نہیں سن سکتا

اسی طرح اب وُہ مشینیں نکل چکی ہیں۔ جن سے دُور دُور کی چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں اور اب تو وائرلیس نے ترقی کرتے کرتے یہ صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ شکلیں بھی دُور دُور تک دکھا دی جاتی ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ قریب زمانہ میں جرمن میں بیٹھا ہُوا شخص جب انگلستان کے ایک شخص سے گفتگو کر رہا ہوگا۔ تو نہ صرف اس کے الفاظ وہاں پہونچیں گے۔ بلکہ ساتھ ہی اس کی تصویر بھی آجائے گی اور یوں معلوم ہوگا۔ گویا آمنے سامنے بیٹھ کر دونوں گفتگو کر رہے ہیں۔ اس وقت بھی یورپ کے بعض ممالک میں ریڈیو کی ایک دوسری قسم عمل کر رہی ہے۔ جس میں آواز کے ساتھ وہاں کا نظارہ بھی آجاتا ہے۔ مگر ابھی اس کا دائرہ عمل محدود ہے۔ سو میل سے زیادہ ایسا نہیں کر سکتے۔

اس ایجاد کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جب ترقی کر جائے گی۔ تو دُنیا بھر میں

آواز کے ساتھ نظارے اور تصویریں

بھی ایک ہی ساتھ پہونچائی جا سکیں گی۔ مثلاً انگلستان میں کوئی شاہی جلوس نکلا۔ یا ولایت میں تاج پوشی کی تقریب ہوئی۔ تو نہ صرف ہندوستان کے لوگ وہاں کے لوگوں کی آوازیں سن سکیں گے بلکہ ساتھ کے ساتھ نظارہ بھی دیکھتے جائیں گے

اور انہیں یوں معلوم ہوگا۔ کہ گویا وہ لنڈن میں موجود ہیں۔ بادشاہ گزر رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ فلاں فلاں ترک و احتشام کا سامان ہے۔ اس کے متعلق وہاں تجربے شروع ہو گئے ہیں۔ اور پچاس سو میل کے اندر اس قسم کے نظارے دکھائے جانے شروع ہو گئے ہیں۔ گویا آواز کے ساتھ نظارہ کا انتقال بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور آئندہ ہندوستان یا چین یا جاپان میں بیٹھا ہوا شخص نہ صرف انگلستان کے لوگوں کی آوازیں سنے گا۔ بلکہ وہاں کے نظارے بھی دیکھ سکے گا۔ وہ نہ صرف یہ سنے گا۔ کہ فلاں شخص لیکچر دے رہا ہے۔ بلکہ اس شخص کو اور اس کے اردگرد بیٹھنے والوں کو بھی دیکھتا جائے گا۔ اور دنیا تھوڑے ہی عرصہ میں اس قابل ہو جائے گی۔ کہ نہ صرف لوگوں کی آوازیں سنے بلکہ ان کی شکلیں بھی دیکھے۔ اور ان کی حرکات کا بھی مشاہدہ کرے۔ پھر ٹیلیفون پر بھی اس قسم کے تجربے شروع ہو گئے ہیں۔ کہ جب کوئی دو شخص ٹیلیفون پر آپس میں گفتگو کرنے لگیں۔ تو معاً ان دونوں کی شکلیں بھی ایک دوسرے کے سامنے آجائیں۔ جب اس میں کامیابی ہو جائے گی۔ تو اگر ایک شخص شملہ میں یا دلی میں یا کلکتہ میں بیٹھا ہوا قادیان کے ایک شخص سے گفتگو کرے گا تو ادھر وہ بات شروع کریں گے اور اُدھر وہ ایک دوسرے کی شکل بھی دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور انہیں اس طرح معلوم ہوگا جس طرح وہ دونوں پاس پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ تو وہ جو واہمہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ خدا کس طرح ساری دنیا کو دیکھ سکتا ہے۔ اور کس طرح ساری دنیا کی آوازیں سن سکتا ہے۔ اس ترقی نے اسے دُور کر دیا۔ اور بتا دیا۔ کہ جب معمولی انسان میں بھی اللہ تعالےٰ نے ایسی قابلیت رکھی ہے۔ کہ وہ اپنی آواز تمام دنیا کو سنا سکتا اور دنیا کے دوسرے کنارے کے آدمی کی بات کو بآسانی سن سکتا ہے۔ اور نہ صرف آواز سن سکتا ہے۔ بلکہ اس کی شکل بھی دیکھ سکتا ہے۔ تو کیا خدائے ذوالجلال والقدرت جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ وہ ہر چیز کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور ہر شخص کی آواز نہیں سن سکتا۔ اور جب وہ ہر چیز کو دیکھتا اور ہر شخص کی آواز سنتا ہے۔ تو اس کے لئے کسی اور مددگار خدا کی کیا ضرورت رہی۔ وہ اکیلا ہی ساری دنیا پر حاوی ہے۔ اور اکیلا ہی سب پر حکومت کر رہا ہے ٭

پس نشر الصوت کے آلہ نے

شرک کے عقیدہ پر ایک کاری ضرب

لگائی ہے۔ خصوصاً اس شرک کے عقیدہ پر جو فلسفیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اور وہی درحقیقت علمی شرک ہے۔ اور اس طرح وائرلیس اور لاؤڈ سپیکر نے خدا تعالےٰ کی طاقتوں کو محدود کرنے والے عقائد کو باطل کر کے رکھ دیا ہے ٭

پس اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو رہی ہے۔ مومن پر جو ان زمانوں میں بھی موحد کہلاتا تھا۔ جبکہ انسان کی عقل ابھی پورے طور پر تیز نہیں تھی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہم سے پہلوں نے اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی توحید پر ایمان رکھا۔ جبکہ ان کے سامنے اس کی توحید کو ثابت کرنے والے وہ سامان نہ تھے۔ جو آج ہمارے سامنے ہیں۔ جبکہ وہ انسان کی طاقتوں کو نہائت ہی محدود دیکھتے تھے۔ مگر آج ایتھر نے اور وائرلیس نے اور خوردبینوں نے اور دوربینوں نے انسان پر یہ بات ثابت کر دی ہے۔ کہ انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے۔ جس کی طاقتیں محدود ہیں۔ جب ایک جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں اپنی آواز پہونچا سکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی طاقت اور قوت محدود کس طرح ہو گئی۔ پس اس زمانہ میں ہماری ذمہ واری بہت زیادہ ہے اور ہمارے فرائض نہائت نازک ہیں۔ مگر افسوس ان پر جو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ خدا تعالےٰ کا ایک نبی ہم میں آیا۔ اس کا ایک رسول ہم میں مبعوث ہوا۔ اور اس کا ایک مامور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مگر ابھی کچھ اندھے ایسے موجود ہیں۔ جو

خدا تعالےٰ پر توکل کرنے کی بجائے انسانوں پر بھروسہ

رکھتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ وہ حقیقتاً خدا تعالےٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان نہیں رکھتے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ابھی ہماری جماعت میں بھی ایک طبقہ ایسا ہے جس کی نگاہیں انسانوں پر اٹھتی ہیں جس کی نگاہیں اسباب پر جاتی ہیں۔ اور جو انسانی طاقتوں اور قوتوں پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں اور جب بھی انہیں کوئی کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ انسانی طاقتوں میں الجھ کر رہ جاتے۔ اور خدا تعالےٰ کی طاقتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ باوجود ایمان لانے کے بے ایمان رہتے ہیں۔ باوجود توحید کا دعوےٰ کرنے کے شرک کی غاروں میں گرے رہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں کوئی بھی نبی ایسا نہیں آیا۔ جس نے تمام اصلاحوں کے ساتھ ساتھ

شرک کو دور کرنے کی کوشش

نہ کی ہو۔ حضرت آدمؑ آئے اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے وہ کئی مقاصد لے کر آئے انہوں نے دنیا کو متمدن بنایا۔ اور نظام کی پابندی کی عادت ڈالی۔ مگر توحید کو انہوں نے بھی قائم کیا۔ پھر حضرت نوحؑ آئے۔ تو اس وقت انسانی دماغ اور زیادہ ترقی کر چکا تھا۔ اور اس نے صفات الٰہیہ کا ادراک کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس فکر میں ٹھوکر کھا کر اس نے شرک کا عقیدہ اخذ کر لیا تھا چنانچہ انہوں نے بھی اپنی تعلیم میں توحید کی تعلیم کے علاوہ شرک کے خلاف بے انتہا زور دیا۔ اور روحانیت کی باریکیاں بھی نوع انسان کو سکھائیں۔ پھر حضرت ابراہیم آئے تو گو انہوں نے اور اصلاحات بھی کیں۔ مگر شرک کے باریک حصوں کا انہوں نے بھی رد کیا۔ کیونکہ آپ کے زمانہ میں شرک ایک فلسفی مضمون بن گیا تھا۔ اور عقلوں پر فلسفہ کا غلبہ شروع ہو گیا تھا۔ پھر موسٰے آئے۔ تو وہ ایک ایسا تفصیلی ہدائت نامہ لائے۔ جس کا تعلق سیاست روحانیت اور تمدن تینوں سے تھا۔ مگر توحید کی اینٹ انہوں نے بھی بنائی۔ اور شرک سے بچنے کی لوگوں کو تعلیم دی۔ پھر حضرت عیسیٰ آئے تو انہوں نے شریعت کی ظاہری پابندی کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کیطرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ ظاہری پابندی تمہیں باطن کی اصلاح سے مستغنی نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آپ نے ایک طرف جہاں موسوی احکام کو اپنی اصل شکل میں قائم کیا وہاں جو لوگ قشر کی اتباع کرنے والے تھے۔ انہیں بتایا کہ اس ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اور اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے۔ تو ظاہر لعنت بن جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ آپ نے شرک کو نہیں بھلایا۔ اور اس سے بچنے کی لوگوں کو ہمیشہ نصیحت کی۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ نے دنیا جہان کے مسئلے بیان کئے۔ آپ نے انسانوں کے آپس کے تعلقات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے انسانوں کے اس تعلق پر روشنی ڈالی جو اس کا خدا سے ہوتا ہے۔ آپ نے مردوں کے حقوق بیان کئے۔ آپ نے عورتوں کے حقوق بیان کئے آپ نے بادشاہوں کے حقوق بیان کئے آپ نے رعایا کے حقوق بیان کئے۔ آپ نے آقا کے حقوق بیان کئے۔ آپ نے نوکر کے حقوق بیان کئے۔ اسی طرح آپ نے وراثت کے مسئلے بیان کئے۔ تمدن

کے مسئلے بیان کئے۔ معاشرت کے مسئلے بیان کئے۔ معاش کے مسئلے بیان کئے۔ غرض تمام مسائل آپ نے بیان کئے۔ مگر سب سے بلند اور سب سے بالا آپ کی تعلیم میں بھی یہی بات تھی۔ کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ مَیں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ؛

پس یہ مسئلہ

سارے مسئلوں کی جان

ہے۔ یہ مسئلہ سارے مسئلوں کی رُوح ہے یہ مسئلہ سارے مسئلوں کا مغز ہے۔ اور باقی جو کچھ ہے۔ وُہ قشر ہے۔ وہ چھلکے ہیں۔ وہ لوازمات ہیں۔ وُہ ضمنی چیزیں ہیں۔ اصل جان۔ اور رُوح۔ اور مغز اور حقیقت توحید کا ہی مسئلہ ہے۔ کیونکہ توحید ہی ہے۔ جو خدا اور انسان میں محبت پیدا کرتی ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہو۔ انسان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک انسان کی نظر کسی اور طرف بھی اُٹھتی رہتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اس نے خدا تعالےٰ کا کامل حُسن نہیں دیکھا۔ کیونکہ

حسنِ کامل کی علامت

یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان کی نظر اس کو دیکھ کر کسی اور طرف نہیں اُٹھتی۔ جب تک دُنیا میں تمہیں اور بھی حسین نظر آئیں گے تم کبھی ادھر دیکھو گے۔ کبھی ادھر۔ مگر جب تمہیں ایک ایسا حسین نظر آجائے گا۔ جو اپنے حسن میں کامل ہوگا۔ تو پھر تمہاری نظریں وہیں جم جائیں گی۔ اور کسی دوسرے کی طرف نہیں اُٹھیں گی۔ یہی معنے توحید کے ہیں۔ یعنی مومن کو اللہ تعالےٰ کا حُسن ایسے کامل رنگ میں نظر آجائے۔ کہ اس کے بعد خواہ دُنیا جہان کی خوبصورت چیزیں اس کے سامنے پیش کی جائیں۔ وُہ نفرت اور حقارت سے انہیں ٹھکرا دے اور کہے۔ کہ مجھے جو کچھ ملنا تھا۔ مل گیا۔ مجھے کسی اور کی جستجو نہیں۔ اس میں کوئی

شبہ نہیں۔ کہ انسان کو اللہ تعالےٰ نے کھانے کا بھی محتاج بنایا ہے۔ اور پینے کا بھی۔ سونے کا بھی۔ اور جاگنے کا بھی لیٹنے کا بھی۔ اور چلنے پھرنے کا بھی اور پھر اللہ تعالےٰ نے اس کے ہاتھوں اور پاؤں۔ اور دوسرے تمام اعضاء میں لذت اور سرور کی ایک حس رکھ دی ہے چنانچہ اس کی زبان۔ اس کے کان۔ اس کے ہاتھ۔ اور اس کے پاؤں اور اس کے جسم کے ہر حصہ میں خدا تعالےٰ نے لذت اور سرور کی حس رکھی ہوئی ہے اور ان حسّوں کے ذریعہ ہی وُہ لاکھوں کروڑوں چیزوں سے لطف اندوز ہوتا اور آرام حاصل کرتا ہے۔ مگر توحید کا مقام یہ ہے۔ کہ مومن ان ساری چیزوں کے باوجود

خدا تعالےٰ کی محبّت میں سرشار

رہتا ہے۔ اور یہ مزے اور آرام اُسے اللہ تعالےٰ کی محبت سے غافل نہیں کر سکتے۔ اور اگر ہم غور کریں۔ تو حقیقتاً یہ تمام مزے۔ اور لذتیں۔ اور آرام اس لئے نہیں۔ کہ یہ حقیقی لذتیں۔ اور حقیقی آرام ہیں۔ بلکہ اس لئے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ایک امتحان اور آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ خدا ہمارے لئے دُنیا میں مزے دار چیزیں پیدا کرتا ہے۔ اور ہماری زبان میں اس مزے کے چکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے اب میں دیکھوں گا۔ تم اس مزے میں ہی محو ہو جاتے ہو۔ یا میری محبت کا بھی کچھ خیال رکھتے ہو۔ وُہ دُنیا میں حسین نظارے۔ اور حسین شکلیں پیدا کرتا ہے۔ اور انسان کو آنکھیں دیتا ہے کہ وُہ ان حسنوں کو دیکھے۔ اور ان سے لذت حاصل کرے۔ اور پھر کہتا ہے۔ اب میں دیکھوں گا۔ کہ ان حسنوں کو دیکھ کر بھی تمہیں میری محبت یاد رہتی ہے یا نہیں ایک نابینا اگر کہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا مجھے کوئی حسین نظر نہیں آتا۔ تو اسکی

یہ تعریف کوئی زیادہ قیمت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس نے کب دُنیا کے حسین دیکھے کہ ان کو دیکھنے کے بعد وُہ خدا تعالےٰ کی محبت کو نہ بھولا۔ ایک بہرا اگر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی اس آواز سے بڑھ کر مجھے اور کوئی شیریں آواز معلوم نہیں ہوتی جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ بلند ہُوئی۔ تو اس کی یہ تعریف کوئی زیادہ قیمت نہیں رکھتی۔ کیونکہ کب اس نے دُنیا کی دلکش آوازیں سنیں۔ کہ ان کے سننے کے باوجود وُہ خدا تعالےٰ کی آواز کا عاشق رہا۔ اگر وُہ شخص جس کی زبان مفلوج ہے۔ اور جو میٹھے۔ کھٹے اور چٹپٹے کا فرق محسوس نہیں کرتی۔ یہ کہتا ہے۔ کہ مجھے حلال کھانے سے زیادہ اور کسی میں مزا محسوس نہیں ہوتا۔ تو اس کی یہ تعریف کوئی زیادہ قیمت نہیں رکھتی۔ مگر وُہ جس کی زبان ذائقہ کو خُوب پہچانتی ہے۔ وہ اگر یہ کہتا ہے۔ کہ مجھے حلال کھانے سے زیادہ اور کسی میں مزہ نہیں آتا۔ اور خدا تعالےٰ کی باتوں سے زیادہ حلاوت مجھے اور کسی چیز میں معلوم نہیں ہوتی۔ تو وُہی کامل موحد ہے اور اسی کی تعریف

صحیح تعریف کہلانے کی مستحق

ہے ؛

اسی طرح اگر کسی کے کان درست ہیں۔ اور وہ لوگوں کی سُریلی اور دلکش آوازیں سنتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی وُہ آواز جو مجھے اسکے کلام سے آتی ہے۔ وہی سُریلی اور وُہی دلکش معلوم ہوتی ہے۔ تو وہی ہے۔ جس کی محبت کامل ہے۔ اسی طرح وُہ شخص جس کی آنکھیں دُنیا کے تمام حسین نظارے دیکھتی ہیں۔ وہ اگر تمام خوبصورتی اور حُسن دیکھنے کے باوجود خدا تعالےٰ کی باتوں اور اسکے کلام میں ہی حسن پاتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی حقیقی محبت ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ساری چیزیں پیدا کیں۔ تا وُہ دیکھے۔ کہ اُن کے ہوتے ہوئے

بندے اس کی خوبصورتی اور اس کے حُسن کی کیا قدر کرتے ہیں۔ پس اگر خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ جاؤ۔ اور دُنیا کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ۔ جاؤ۔ اور شادیاں کرو۔ اور بچے پیدا کرو۔ جاؤ اور پیشے کرو۔ جاؤ اور حلال اور طیب رزق کھاؤ۔ اسی طرح اگر اس نے سریلی اور دلکش آوازیں سننے کی اجازت دی ہے عمدہ سے عمدہ خوشبوئیں سونگھنے سے نہیں روکا اچھے نظاروں کے دیکھنے کی ممانعت نہیں کی۔ تو اسی لئے کہ وُہ یہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ ہم ان چیزوں کے حسن میں خدا تعالےٰ کا حُسن کیونکر دیکھتے ہیں۔ اور یہ چیزیں ہمیں خدا تعالےٰ کے قریب کر دیتی ہیں۔ یا اس کے قرب کے رستہ سے دُور پھینک دیتی ہیں ؛

پس اے عزیزو

اپنے ایمان کی بُنیاد توحیدِ کامل پر رکھو

انسانوں سے اپنی نظریں ہٹا لو۔ اور خدا اور صرف خدا پر اپنی نظریں رکھو۔ یاد رکھو۔ انبیاء کے ابتدائی زمانوں میں نبیوں کی جماعتوں سے بڑھ کر مقہور۔ ذلیل اور حقیر اور کوئی جماعت نہیں ہوتی۔ عالموں کی نظر میں اور جاہلوں کی نظر میں۔ امیروں کی نظر میں اور غریبوں کی نظر میں۔ بادشاہوں کی نظر میں اور رعایا کی نظر میں فلاسفروں کی نظر میں اور کند ذہن اور بلید لوگوں کی نظر میں وہی سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہوتے ہیں۔ اور صرف خدا ان کا دوست ہوتا ہے۔ پس ایسی حالت میں جبکہ وُہ اپنا صرف ایک ہی دوست رکھتے ہوں۔ اگر اس سے بھی ان کی نگاہیں ہٹ جائیں۔ اور اس کی بجائے انسانوں پر وُہ بھروسہ کرنے لگیں۔ تو اس سے زیادہ ان کی بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے ؛

پس آؤ کہ ہم خدا تعالےٰ پر توکل کریں۔ اور آؤ کہ ہم اپنے خدا کو اپنا مقصود قرار دیں۔ تا جس طرح ہماری زبانوں پر اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ ہے۔ اسی طرح ہمارے دلوں اور دماغوں پر بھی یہی نقش ہو۔ کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

اس کے بعد میں

قادیان کی جماعت کو اور باہر کی جماعتوں کو

بھی اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اب تحریکِ جدید کے وعدوں کی میعاد میں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔ نومبر کے آخر میں میں نے یہ تحریک کی تھی۔ اور اب جنوری ہے۔ گویا اس تحریک پر ڈیڑھ مہینہ کے قریب گزر چکا ہے۔ اور ہماری طرف سے جو میعاد مقرر ہے اس میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ ہندوستان کے لوگوں کے لئے سوائے بنگال اور مدراس کے کہ وہاں غیر زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور ان علاقوں میں اتنی جلد اس تحریک سے ہر شخص آگاہ نہیں ہو سکتا۔

۳۱ جنوری آخری تاریخ ہے

لیکن چونکہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ بعض دوست ۳۱ جنوری کی شام کو اپنا وعدہ لکھوائیں۔ اور وہ خط یکم فروری کو ڈالا جائے۔ اس لئے جس خط پر یکم فروری کی مہر ہوگی اسے بھی لے لیا جائے گا لیکن اس کے بعد کوئی وعدہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور چونکہ اس میعاد میں اب بہت قلیل دن رہ گئے ہیں۔ اس لئے دوستوں کو بہت جلد وعدے لکھوا دینے چاہئیں۔ آج جنوری کی سات تاریخ ہے اور اس مہینہ کے ۲۴ دن رہتے ہیں۔ اور ۳۸۔ ۳۹ دن پہلے گزر چکے ہیں۔ گویا ساٹھ فی صدی سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ اور صرف چالیس فیصدی وقت باقی ہے مجھے افسوس ہے کہ اب تک اکثر جماعتوں نے اپنے وعدے نہیں بھجوائے۔ اور ان جماعتوں میں بعض بڑی بڑی جماعتیں بھی شامل ہیں۔ چند دن ہوئے دفتر کی طرف سے جو رپورٹ مجھے ملی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ

صرف تیس فیصدی جماعتوں کے وعدے

آئے ہیں۔ اور ستر فیصدی جماعتیں ابھی تک خاموش ہیں۔ قادیان میں سے اکثر وعدے اگرچہ آ چکے ہیں۔ مگر پھر بھی مکمل وعدے نہیں آئے۔ ابھی بعض محلے ایسے باقی ہیں جنہوں نے پوری کوشش نہیں کی۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ نے بھی پوری کوشش کر کے عورتوں سے وعدے نہیں لکھوائے لیکن پھر بھی ایک معقول رقم قادیان والوں کی طرف سے پیش ہو چکی ہے۔ جنہوں نے سستی کی ہے۔ اور ابھی تک اپنے وعدے نہیں بھجوائے۔ ان کو مستثنیٰ کرتے ہوئے جو وعدے آ چکے ہیں۔ اور جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے

اخلاص کا نہایت ہی اعلیٰ نمونہ

دکھایا ہے۔ چنانچہ بہت سی جماعتوں نے اپنے تیسرے سال کے وعدہ سے بھی زیادہ چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور بہت سے افراد ایسے ہیں جنہوں نے اپنے پہلے سال کے چندہ سے دوگن بلکہ تگنا اور تیسرے سال سے بھی کچھ زیادہ چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو لوگ سابقون الاولون میں شامل نہیں ہو سکے۔ اور پیچھے رہ گئے ہیں۔ ان میں سے بعض کی حالت نمایاں طور پر قابلِ اعتراض ہے۔ چنانچہ بعض دوست اس دفعہ جلسہ پر آئے۔ اور انہوں نے بیان کیا۔ کہ ہمارے

سکرٹری اور پریذیڈنٹ

نے چونکہ خود چندہ نہیں دیا۔ اس لئے جب اس تحریک کا ان سے ذکر ہو۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ میاں یہ طوعی چندہ ہے جس کی مرضی ہو اس میں حصہ لے۔ اور جس کی مرضی ہو نہ لے۔ ایسے سکرٹریوں اور پریذیڈنٹوں کو دیکھتے ہوئے میں نے پہلے سے دوستوں کو ہوشیار کر دیا تھا۔ اور بتا دیا تھا۔ کہ جب وہ اپنے کسی سکرٹری کو سست دیکھیں۔ تو اس کی جگہ کسی اور کو تحریکِ جدید کا سکرٹری مقرر کر لیں۔ اور اپنے سکرٹری یا پریذیڈنٹ کی غفلت اور سستی کی وجہ سے ثواب کے اس موقعہ کو نہ کھوئیں۔ پس جس جس جگہ کی جماعتوں کے سکرٹریوں نے اپنے فرائض کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کی۔ انہیں چاہئے۔ کہ وہ اگر دیکھیں۔ کہ ان کے سکرٹری اپنے فرائض کی ادائیگی میں سستی کر رہے ہیں۔ تو ان کی بجائے کسی اور کو سکرٹری مقرر کر دیں۔ اور اگر ساری جماعت میں سے کوئی ایک ہی دوست ایسا ہے جو چست ہے تو وہی آگے آ جائے۔ اور اپنے آپکو پریذیڈنٹ اور سکرٹری تصور کر کے کام شروع کر دے۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کی دین

بعض دفعہ ایسے رنگ میں آتی ہے۔ کہ انسان کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا۔ ممکن ہے پہلے سکرٹری اور پریذیڈنٹ کو اللہ تعالیٰ ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہو۔ اور اب اس نئے شخص کو ثواب کا موقعہ دینا چاہتا ہو۔ پس وہ پیچھے نہ رہے بلکہ آگے آئے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی مجلس کا سکرٹری سمجھے۔

میں نے پچھلے سالوں میں بتایا تھا کہ

قربانی وہی ہے جو انتہا تک پہنچے

پس یہ مت خیال کرو۔ کہ فلاں شخص جس نے پہلے اتنا چندہ دیا تھا۔ اس نے چونکہ اس دفعہ چندہ نہیں لکھایا۔ اس لئے ہم بھی اس کی تقلید کریں۔ بہت لوگ بظاہر بڑے نیک ہوتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ گر جانے والے ہوتے ہیں۔ اور بہت لوگ بظاہر کمزور اور بے حقیقت نظر آتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ بڑے طاقتور ہوتے ہیں۔ پس ایسا نہ ہو۔ کہ تم کہو جب فلاں شخص نے اس کام کو نہیں کیا۔ جو عہدہ دار ہے تو ہم کیوں کریں۔ شائد خدا اب اسے گرانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور تمہارے متعلق وہ یہ ارادہ رکھتا ہو۔ کہ تمہیں اٹھائے اور بلند کرے۔ پھر یہ امر اچھی طرح یاد رکھو کہ قربانی وہی ہے جو موت تک کی جاتی ہے۔ پس جو آخر تک ثابت قدم رہتا ہے۔ وہی ثواب بھی پاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر نئے دور کو سات سال تک کیوں محدود رکھا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانیاں کئی رنگ میں کرنی پڑتی ہیں۔ موجودہ سکیم کو میں نے سات سال کے لئے مقرر کیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض پیشگوئیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ

۱۹۴۲ء یا ۱۹۴۴ء تک کا زمانہ

ایسا ہے۔ جس تک سلسلہ احمدیہ کی بعض موجودہ مشکلات جاری رہیں گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے حالات بھی پیدا کر دے گا۔ کہ بعض قسم کے ابتلاء دور ہو جائیں گے۔ اور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے نشانات ظاہر ہو جائیں گے۔ کہ جن کے نتیجہ میں بعض مقامات کی تبلیغی روکیں دور ہو جائیں گی۔ اور سلسلہ احمدیہ نہایت تیزی سے ترقی کرنے لگ جائیگا۔ پس میں نے چاہا۔ کہ اس پیشگوئی کی جو آخری حد ہے۔ یعنی ۱۹۴۴ء اس وقت تک تحریکِ جدید کو لئے جاؤں۔ اور جماعت سے قربانیوں کا مطالبہ کرتا چلا جاؤں تا آئندہ آنے والی مشکلات میں اسے ثبات حاصل ہو۔

پس آج میں پھر خصوصیت کے ساتھ تمام جماعتوں کو خواہ وہ بڑی جماعتیں ہیں یا چھوٹی قریب کی جماعتیں ہیں یا دور کی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جلد سے جلد وہ اپنی لسٹوں کو مکمل کر کے بھیجدیں۔ کیونکہ ہندوستان کی جماعتوں کے لئے جو آخری تاریخ مقرر ہے۔ اس میں اب بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ اگر وہ سابقون الاولون میں شامل نہیں ہو سکے۔ تو کم از کم پھسڈی بھی نہ رہیں۔ اور اپنے اخلاص سے کام لیتے ہوئے قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں۔ کہ ہندوستان سے باہر کی جماعتیں جن کو اپریل تک مہلت حاصل ہے۔ وہ تو اپنے وعدے بھجوا رہی ہیں۔ مگر ہندوستان کی کئی جماعتیں جو قبل میں بیٹھی ہوئی ہیں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور انہوں نے وعدے بھجوانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر افریقہ کے لوگ اس قسم کی چستی دکھا سکتے ہیں۔ اور ایسی جگہوں سے اپنے وعدے اس عرصہ میں بھیج سکتے ہیں۔ جہاں سے خط بھی پندرہ بیس دن میں پہونچتا ہے۔ تو کیا یہ افسوس اور شکوہ کی بات نہ ہو گی۔ کہ پنجاب

اور ہندوستان کی جماعتوں کے عہدیدار سستی دکھائیں۔ اور وہ خاموشی سے بیٹھے رہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ۳۱ر جنوری ۱۹۳۸ء تک انہیں مہلت حاصل ہے۔ مگر اس میعاد کے ابتدائی وقت میں شامل ہونے کی بجائے آخری وقت شامل ہونے کی کوشش کرنا بھی کوئی اچھی علامت نہیں۔ بیشک بہت جلدی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اور ان لوگوں کو جو معمولی توجہ سے بیدار ہو سکتے ہیں ترک کر دینا کوئی خوبی نہیں۔ مگر اس کے یہ معنے بھی نہیں۔ کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہے۔ اور کہے کہ ابھی کافی وقت ہے آخری تاریخ کو خط لکھدینگے۔

حیدرآباد کی جماعت

کافی دور ہے۔ مگر وہ بڑی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ جنہوں نے بہت جلد اپنے وعدے بھجوا دیئے۔ بیشک اس میں بھی بعض کمزور ہیں۔ مگر ایسے بھی لوگ ہیں۔ جو قربانی کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ اور وہاں سے جو چندہ آتا ہے۔ وہ مقدار کے لحاظ سے بڑی بڑی جماعتوں کے چندوں کے برابر ہوتا ہے۔ وہاں سے یہاں پانچ دن میں خط آتا ہے۔ لیکن میری اس تحریک کے دسویں بارھویں دن حیدرآباد کی جماعت کے وعدوں کا بہت سا حصہ پہنچ چکا تھا۔

نومبر کے آخر میں میں نے یہ تحریک کی تھی اور ابھی اس تحریک پر دس بارہ روز نہیں گذرے تھے کہ اس جماعت نے اپنے وعدوں کی لسٹ بھیجدی جو بہت حد تک مکمل تھی۔ اور جو چند اور دوست باقی رہتے تھے ان کی لسٹ ۱۵۔۲۰ر دسمبر تک پہنچ گئی۔ بلکہ پہلے انہوں نے بذریعہ تار اپنے وعدے بھجوائے۔ اور پھر تفصیلی فہرستیں بعد میں بھیجیں۔ ان کی اس سرگرمی اور اخلاص کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ پہلے سال انہوں نے چھتیس سو روپیہ داخل کیا تھا۔ مگر اس سال پہلے ۳۵ سو کی لسٹ بھیجی۔ اور اب تک چار ہزار کی لسٹ بھجوا چکے ہیں۔ اور ابھی کہہ رہے ہیں۔ کہ اور وعدے بھی بھجوائینگے تو اگر دور کی جماعتیں اس عرصہ میں کام کر سکتی تھی۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ قریب کی جماعتیں فہرست مکمل نہ کر سکیں۔ اور اس خیال میں بیٹھی رہیں۔ کہ ابھی کافی وقت ہے۔

پس محض اس لئے سستی کرنا کہ ۳۱ر جنوری ۱۹۳۸ء تک ابھی کافی وقت ہے۔ ایک خطرناک علامت ہے۔ جس کا نتیجہ بعض دفعہ یہ نکلتا ہے۔ کہ انسان

آخری وقت میں بھی شامل نہیں ہو سکتا

اور ثواب حاصل کرنے سے محروم رہجاتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جو تین صحابی ایک جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ اس لئے پیچھے رہے تھے۔ کہ پہلے وہ خیال کرتے رہے۔ کہ ابھی کافی وقت ہے۔ ہم تیاری کر لینگے مگر آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لئے چل پڑے۔ اور چونکہ ان کی تیاری مکمل نہیں تھی۔ اس لئے وہ محروم رہ گئے

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ہوشیار ہو جائیں۔ اور اپنے اپنے وعدے جلد لکھکر دفتر میں بھجوا دیں۔ اور جس جماعت کے دوست یہ سمجھتے ہوں کہ ان کے سیکرٹری سست ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو ثواب کے مواقع آتے ہیں۔ وہ سیکرٹریوں اور پریذیڈنٹوں کے لئے نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر شخص کے لئے ہوتے ہیں۔

پس وہ اپنے آپ کو سلسلہ کے کاموں کا ذمہ دار سمجھتے ہوئے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ تصور کر لیں۔ اور کام شروع کر دیں۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی سیکرٹری اور وہی پریذیڈنٹ ہونگے۔

پس تم دوسروں کے موتہوں کی طرف مت دیکھو تم اپنی زبان کو خدا کی زبان اور اپنے ہاتھوں کو خدا کا ہاتھ سمجھو۔ تا اللہ تعالےٰ کی رحمت تم پر نازل ہو۔

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہماری جماعت سے شرک کو کلی طور پر دور کر کے توحید کامل کا مقام ہمیں عطا کرے۔ ہمیں سچی قربانیوں کی توفیق دے۔ اور ہم میں سے ہر شخص کا حوصلہ اتنا بڑھائے کہ وہ سمجھے کہ سلسلہ کی تمام ذمہ داریاں اسی پر ہیں اور دوسروں کی سستی ہماری چستی کو دور کرنے والی نہ ہو۔ بلکہ ہماری چستی دوسروں کی سستی کو دور کرنے والی ہو۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین۔

انصار اللہ کی ترقی کیلئے بعض اہم تجاویز

۲۹ر دسمبر مسجد اقصیٰ میں انصار اللہ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب مولوی عبد المغنی خاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اور جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی تقاریر کے بعد ذیل کی تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

۱۔ انجمن انصار اللہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قائم کی تھی۔ اس کو از سر نو ترقی دے کر جماعت احمدیہ کی اس وقت کی تعداد کے شایاں کثیر تعداد میں انصار اللہ کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور پیش کئے جائیں۔

۲۔ انصار اللہ کا عام فرض حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ارشادات پر خود عمل کرنا اور جماعت کے دوسرے ممبران سے عمل کرانا ہے۔ اب چونکہ جماعت کی تعداد کی ترقی کے ساتھ انصار اللہ کا کام بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے جو شب گذشتہ کی تقریر میں احمدیوں کے ذمہ فرض لگایا ہے۔ کہ وہ اپنے اعمال کو ہر جہت سے شریعت کے مطابق بنائیں۔ انصار اللہ کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ خود اس ہدایت پر عمل کریں۔ اور اپنے ذریعہ سے دوسرے احمدیوں کو بھی اس پر عمل کرائیں۔ ۳۔ مرکزی دفتر کو زیادہ مضبوط کیا جائے تا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہدایات مسلسل اور بار بار انصار اللہ کو بھیجی جائیں۔ اور انصار اللہ کی خدمات اور کام کی رپورٹیں طلب کر کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور پیش کی جاتی رہیں۔ ۴۔ انصار اللہ کے لئے ایک نشان تجویز کیا جائے جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ منظور فرمائیں۔ تو وہ سب انصار اللہ کے ممبران کو دئے جائیں۔

بعض دوستوں کی تجویز پر ذیل کی مزید تجاویز بھی پاس کی گئیں۔ م

م ۵۔ انصار اللہ کی جماعتوں کی تنظیم کیلئے ایک یا زیادہ انسپکٹر مقرر کئے جائیں۔ جو انصار اللہ کی جماعتیں قائم کریں۔ اور عند الضرورت ان کی غلطیوں اور خامیوں کی اصلاح کریں۔ اور بار بار دورہ

خدمت دین کیلئے زندگی وقف کرنیوالوں کے متعلق ضروری اعلان

وقف زندگی کے متعلق درخواستیں موصول ہو رہی ہیں۔ لیکن ایسے اصحاب کی خدمات سے پورا فائدہ تب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب کہ ان کی بابت دفتر تحریک جدید کو مندرجہ ذیل کوائف کا تفصیلی علم ہو۔

۱۔ عمر

۲۔ تعلیم دنیوی و دینی۔

۳۔ کون کون سی زبانوں سے واقف ہیں (یعنی عربی۔ فارسی۔ انگریزی وغیرہ) اور ان زبانوں کی تحریر و تقریر میں استعمال کی کس حد تک مہارت ہے۔

۴۔ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ ہیں۔

۵۔ کیا ان کے حالات اس امر کی اجازت دیتے ہیں۔ کہ وہ بیرون ہند کسی ملک میں مستقل رہائش اختیار کر سکیں۔

پس ایسے تمام احباب کو جو "وقف زندگی" کی درخواست دے چکے ہوں اور دفتر تحریک جدید سے ان کی درخواست کی منظوری کی اطلاع ان کو نہ گئی ہو یا اب "وقف زندگی" کے خواہشمند ہوں۔ اپنی درخواست میں مندرجہ بالا امور کو بالتفصیل بیان کرنا چاہئیے

انچارج تحریک جدید

ڈائننگ ہال کیلئے چندہ کی ساتویں قسط

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ یہ تحریک اب جلد جلد قبولیت حاصل کر رہی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ جلد سے جلد احباب یہ مژدہ سنیں گے کہ کل رقم پوری ہو گئی ہے۔ اس ڈائننگ ہال کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی طرف سے ایک سو روپیہ عطا فرمایا تھا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دوست اس چندہ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کو ارسال فرمائیں اور تصریح کر دیں کہ یہ مہمان خانہ کے کھانے کے کمرہ کی تعمیر کے لئے ہیں۔ یہاں پر ایک غلطی کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ قسط سوم جو اخبار الفضل مورخہ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی ہے اس میں ایک رقم عـ۱ہ کی شیخ عبدالرب صاحب لائل پور کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب اسسٹنٹ سرجن لائل پور نے اپنے والدین اور اپنی اہلیہ صاحبہ کے والدین کی طرف سے دی ہے۔

ناظر ضیافت

نمبر شمار	نام معطی	رقم	کیفیت
۵۲	جناب سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن	۱۰۰/	
۵۳	″ شاہ عالم صاحب جہلم	۶/	
۵۴	″ نذیر احمد صاحب رنگ ساز	عـہ	
۵۵	″ عبید اللہ صاحب اوورسیر لائلپور	۱۰۰/	
۵۶	″ فضل الٰہی صاحب کھاریاں	عـہ	
۵۷	″ ملک خدا بخش صاحب لاہور	عـہ	
۵۸	مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان	۱۰۰/	
۵۹	جناب میر احمد علی صاحب حیدر آباد دکن	عـہ	
۶۰	محترمہ اہلیہ صاحبہ ″ ″	عـہ	
۶۱	جناب شیخ محمد حسین صاحب ملتان	للعہ	پہلے دے چکے ہیں
۶۲	محترمہ بنت محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان	۶/	
۶۳	جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ملٹری اسپتال	صہ/	
۶۴	جناب محمد صدیق محمد حسین صاحب کلکتہ	۵	
۶۵	جناب ڈاکٹر رحیم بخش صاحب جھنگ	صہ/	
۶۶	جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب	۱۰۰/	
۶۷	محلہ دار الانوار قادیان	۱۲/۱۰	
۶۸	حضرت ام المومنین ایدہا اللہ	صہ/	
۶۹	محترمہ اہلیہ صاحبہ سید عبدالحی صاحب منصوری	عـہ/	
۷۰	جناب سلطان محمد خان صاحب کوٹ فتح خان	۵	
۷۱	جناب شمس الدین صاحب لنڈی کوتل	عـہ/	
۷۲	جناب شیخ محمد یوسف صاحب لائل پور	۸/	
۷۳	محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد یوسف صاحب لائل پور	۸/	
۷۴	محترمہ دختر صاحبہ بابو محمد امین صاحب لاہور	عـہ/	
۷۵	جناب خان بہادر ڈاکٹر محمد شریف صاحب بٹالہ	عـہ	یہ صاحب غیر مبایع ہیں مگر لنگر خانہ سے انس ہے۔
۷۶	جناب حاجی غلام احمد صاحب کریام	عـہ/	
۷۷	جناب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب قادیان	عـہ/	یہ پہلے بھی چندہ دے چکے ہیں۔

گذشتہ میزان ایک ہزار تین سو چار روپیہ تیرہ آنہ ۶ پائی تھی۔ موجودہ میزان پانچ سو انیس روپیہ چھ آنہ بنتی ہے کل میزان اٹھارہ سو چوبیس روپیہ تین آنہ چھ پائی ہوئی اب باقی گیارہ سو پچھتر روپیہ بارہ آنہ چھ پائی رہ جاتے ہیں۔

اظہار تشکر

میرے والد بزرگوار کی ناگہانی وفات پر ان کے وسیع حلقہ احباب کی طرف سے مجھے بے شمار تعزیت نامے موصول ہوئے ہیں۔ بزرگان اور احباب نے جہاں میرے لئے تسکین کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ وہاں میرے لئے دعا بھی فرمائی ہے ان سب کا جواب فرداً فرداً دینا موجودہ حالات میں میرے لئے دشوار ہے۔ اس لئے ان سطور کے ذریعہ میں اپنے تمام خاندان کی طرف سے سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ [illegible] قادیان۔

جنرل سروس کمپنی قادیان

کمپنی کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ سامان الیکٹرک خریدیں۔ بلکہ موٹر پمپ الیکٹرک لگوائیں۔ کرایہ پر مکان لینا یا دینا ہو۔ زمین یا مکان خریدنا۔ فروخت کرنا در رہن رکھنا یا رہن لینا چاہتے ہوں۔ تو کمپنی سے خط و کتابت کریں۔ آپ کو اگر اپنی قادیان کی جائداد کے لئے انتظام کی ضرورت ہو۔ تو کمپنی کے سپرد کر دیں۔ انشاء اللہ ہر طرح سے کام تسلی بخش ہوگا۔

مینیجر

تریاق چشم (رجسٹرڈ) رمیمبوالہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

سرکاری اعلیٰ افسران اور ماہرین امراض چشم کی شہادت سے بڑھ کر کسی کی شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ ہندوستان کے بہت بڑے ماہر امراض چشم لیفٹیننٹ کرنل ایس۔ ایم۔ اے فاروقی صاحب بہادر ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ راولپنڈی کینٹ (دھاڑنی) تحریر فرماتے ہیں۔ (ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ) میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا احاکم بیگ ساکن گجرات پنجاب کا تیار کردہ تریاق چشم میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا اور گکروں کے لئے بہت مفید اور مؤثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے لئے بہت مشہور ہیں۔ ان کے اجزاء کی مقدار ہر طرح صحیح اور درست نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور بہتر ہے۔

۲۔ جناب خان بہادر میاں محمد شریف صاحب سول سرجن صاحب بہاولپور تحریر فرماتے ہیں میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا احاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں یعنی ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ اور میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص گکروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر شفیکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ نوٹ:۔ تریاق چشم کی قبولیت اس سے ظاہر ہے کہ بیس مدت ہوئی کبھی کسی اخبار میں اشتہار نہیں دیا۔ اب دوستوں کی فرمائش پر یہ اشتہار دیا جاتا ہے تاکہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جانے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت پانچ روپے فی تولہ علاوہ ۸ر آنہ محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔ المشتہر مرزا احاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

پارہ کی گولی

پارہ کی گولی بنانا آسان کام نہیں۔ کیونکہ پارہ ایسی چیز ہے۔ جہاں آگ کے نزدیک گئی فرار ہو گئی۔ اس چیز کی گولی بنانا صرف سنیاسیوں کا کام ہے۔ ہم نے ۳۵ سال کے تجربہ کے بعد اس گولی کا اشتہار دیا ہے یہ گولی جریان کے واسطے نہایت مفید قوت باہ اور امساک پیدا کرنے میں لاثانی ہے۔ دودھ کو جوش دیتے وقت گولی کو دودھ میں ڈال دیں۔ اور گولی کو دودھ سے نکال کر دودھ پی لیا کریں۔ تو دودھ ہضم ہوگا۔ اور خوب طاقت پیدا ہوگی۔ اگر کسی عورت کو ماہواری ایام کھل کر نہ آتے ہوں۔ تو دودھ میں گولی ڈال کر دودھ کو جوش دلا کر پلائیں۔ متواتر تین دن پلانے سے ایام کھل کر آئیں گے۔ حاملہ عورت کو وضع حمل کے وقت بچہ پیدا نہ ہوتا ہو تو گولی کو گرم دودھ میں جوش دے کر ایک دفعہ پلائیں۔ بہت آسانی سے بچہ پیدا ہوگا۔ حلوائی اگر دودھ جوش دیتے وقت گولی کو دودھ میں ڈال دیں۔ تو دودھ کبھی خراب ہونے سے بچ رہے گا۔ گولی کو پاکٹ میں رکھنے سے بدن اور کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑتیں۔ گرمیوں میں سفر کے وقت گولی کو منہ میں رکھنے سے پیاس نہیں لگتی۔ یہ گولی عمر بھر کام دیتی ہے۔ قیمت دو تولہ کی گولی ۸ر تین تولہ کی گولی ۱۲ر علاوہ محصول

ملنے کا پتہ:۔ حکیم غلام محمد سنیاسی شفاخانہ دروازہ بھگتانوالہ متصل اکھاڑہ کلو پہلوان امرتسر

پندرہ روزہ علمی رسالہ انوار رسالت

صرف چھ آنے کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے بھیج کر رسالہ سال بھر مفت پڑھئے۔

ملنے کا پتہ:۔ ناظم رسالہ انوار رسالت باؤلی شریف ضلع گجرات (پنجاب)

تقریر کو جادو اور تحریر کو مؤثر بنالو

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہماری کتاب

”تعلیم تقریر و تحریر“

منگا کر مطالعہ کریں۔ پھر آپ اپنی گویائی کی طاقت اور تحریر کو دیکھیں۔ بدنصیب غلام ہندوستان میں اس تعلیم کی بہت کمی ہے بدوضع والے ان کتابوں کو لندنوں میں خریدتے ہیں۔ ہم آنوں میں آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ جادو بیانی وہ ہتھیار ہے جس نے حکومتیں بدلیں۔ لڑائیوں کے رخ پھیر دیئے ٹھنڈے مجمع کو شعلہ بار بنا دیا۔ مدارس کے طلبا اور استاد لوگ یا جو اپنی شہرت تحریر کے ذریعہ یا تقریر کے ذریعہ چاہتے ہیں وہ یہ کتاب منگالیں تحریر سکھانے کا حصہ علیحدہ ہے اور تقریر سکھانے کا الگ۔ پونے دو سو صفحات سفید چکنا کاغذ۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

یاقوتی گولیاں (رجسٹرڈ)

یہ گولیاں حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی طبیب ریاست جموں و کشمیر خلیفۃ المسیح الاول کا ایک خاص نسخہ ہے۔ جو نہایت توجہ اور دیانتداری سے بنایا جاتا ہے۔ چونکہ اس کے اجزاء نہایت صحیح اور قیمتی ہیں۔ مثلاً مشک عنبر۔ مروارید یاقوت وغیرہ سے مرکب ہیں۔ اس لئے یہ گولیاں نہایت زود اثر اور مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ بہت تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ یہ پبلک کے سامنے آئی ہیں۔ لیکن بکثرت سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موصول ہو رہے ہیں کہ یہ گولیاں واقعی ایک نادر تحفہ ہیں۔ اور نہایت مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ گولیاں تمام اعضاء رئیسہ کو تقویت دینے کے علاوہ مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہیں۔ اور ان تمام امراض کے لئے مفید ہیں۔ جو دل و دماغ اور اعضاء رئیسہ سے تعلق رکھتی ہیں باوجود ان اوصاف کے پچاس سنہری گولیوں کی قیمت صرف پانچ روپیہ ہے۔ نوٹ:۔ امراض زنانہ مثلاً دردکمر۔ سیلان الرحم وغیرہ میں بھی یہ مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

اکسیر پالش یاقوتی گولیوں کے ہمراہ اکسیر پالش کا استعمال نہایت ہی مفید ہے یہ اکسیر پالش بالکل بے ضرر ہے اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

تمام درخواستیں بنام:۔ مینیجر یاقوتی گولیاں بٹالہ (یا) محلہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور

نہایت ضروری اعلان

بیان کیا گیا ہے کہ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کی طرف سے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی واپسی کے وقت کچھ اشتہارات گاڑی وغیرہ میں تقسیم کئے گئے چونکہ وہ اشتہارات قادیان میں تقسیم نہیں ہوئے اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ وہ فوراً جملہ اشتہارات بھجوا دیں تا انکے قابل جواب حصہ کا جواب شائع کیا جائے کوئی دوست یہ خیال کرکے کہ دوسرے دوستوں نے اشتہار بھجوا دیئے ہوں گے۔ اشتہارات بھجوانے میں تساہل سے کام نہ لیں۔ خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری سکرٹری انجمن انصار خلافت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۱۰ جنوری۔ آج لاہور ہائیکورٹ میں مکمل بنچ کے روبرو جو چیف جسٹس مسٹر جسٹس بھنڈے اور مسٹر جسٹس دین محمد پر مشتمل تھا۔ مقدمہ مسجد شہید گنج کے اپیل کی سماعت ہوئی۔ مسلمانوں کی طرف سے مسٹر الیف۔ جے کولٹمین بیرسٹر نے بحث کی۔ آغاز بحث میں انہوں نے کہا۔ کہ اس مقدمہ میں یہ امر طے کرنے کے لئے کہ مسجد کی صفات اور قانونی حقوق کیا ہیں۔ ہمیں اسلامی قانون کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ مسجد ۷ جولائی ۳۵ء تک بحیثیت مسجد موجود تھی۔ اور مسجد یا معابد کو گرانا ہندوستانی قانون کی رو سے ممنوع ہے۔ لہذا اس بنا پر دعویٰ وقت انہدام سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسری طرف سے رائے بہادر لالہ بدری داس نے بحث کی۔ اور وہی قبضہ مخالفانہ کی دلیل پیش کی۔ ابھی بحث جاری تھی کہ کارروائی کل پر ملتوی ہو گئی۔

الہ آباد ۱۰ جنوری۔ آج صبح پنڈت جواہر لال نہرو کی والدہ شریمتی سروپ رانی نہرو انتقال کر گئیں۔ ان کی عمر ۶۹ سال کی تھی۔ اس خبر پر الہ آباد کے تمام سکول کالج اور یونیورسٹی کے دفاتر بند کر دیئے گئے۔ اور تمام شہر میں ہڑتال رہی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ رات انہیں فالج گرا۔ جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی۔

لاہور ۱۰ جنوری۔ پچھلے دنوں گورنمنٹ پنجاب نے "زمیندار" کا زرضمانت تین ہزار روپیہ واپس کر دیا تھا۔ جب مالکان "زمیندار" یہ روپیہ لینے کے لئے سرکاری خزانہ میں گئے تو انہیں بتایا گیا۔ کہ یہ روپیہ انکم ٹیکس والوں نے قرق کرا لیا ہے کیونکہ انہوں نے کئی سال سے انکم ٹیکس ادا نہیں کیا۔

لاہور ۱۰ جنوری۔ معلوم ہوا ہے سر سکندر حیات خان سخت بیمار ہو گئے ہیں وہ آج اسمبلی کے اجلاس میں شامل نہیں ہوئے۔ اور ابھی چند روز اور شامل نہ ہو سکیں گے تازہ اطلاع کے مطابق ان کا درجہ حرارت ۱۰۱ ہے۔

بمبئی ۱۰ جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح نے پنڈت جواہر لال نہرو کے بیان کے جواب میں ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ میں اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ہر اس تجویز پر پورا غور کریں گے جو کانگریس ورکنگ کمیٹی کی طرف سے منظور کی جائے گی۔ پنڈت جی کے بیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔ بیان میں میری پوزیشن کا اندازہ غلط طور پر لگایا گیا ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ کانگرس اس عارضی معاہدہ پر قائم رہے گی۔ جو بابو راجندر پرشاد اور میرے درمیان ہوا تھا لیکن میں واضح طور پر اس امر کا اعلان کر چکا ہوں۔ کہ میرے اور بابو راجندر پرشاد کے درمیان کوئی معاہدہ طے نہیں ہوا۔ مزید لکھا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کانگرس نے مذہب تمدن اور زبان کے متعلق اطمینان دلانے کے لئے کئی اعلان کئے ہیں مگر ہم ایسے اعلانوں پر کوئی اعتماد نہیں کر سکتے ہم معین اور موثر تحفظات چاہتے ہیں جن کی بدولت ہم نہ صرف اپنے مذہب اپنی تہذیب اور اپنی زبان کی حفاظت کر سکیں۔ بلکہ اپنے سیاسی حقوق کو بھی پامال ہونے سے بچائیں۔

لاہور ۱۰ جنوری۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس آج گیارہ بجے قبل دوپہر کونسل چیمبر میں سر شہاب الدین کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس گذشتہ اجلاس کی نسبت بے رونق تھا۔ شروع میں نئے ممبروں سے حلف وفاداری لیا گیا۔ سپیکر نے لالہ دونی چند انبالوی اور سردار ہری سنگھ کی بعض تحریکات التوا کو مسترد کر دیا۔ اور صرف ایک تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دی۔ جس کا مقصد ضلع امرتسر کے ایک گاؤں پر پولیس کے حملہ پر بحث کرنا تھا۔ بحث اگلے روز پر ملتوی ہو گئی اس کے بعد ایک تحریک پیش ہوئی۔ کہ پنجاب اسمبلی کے لئے قواعد مرتب کرنے کی غرض سے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس کے مرتب کردہ قواعد کے مسودہ پر غور کیا جائے۔ حزب الاختلاف کی طرف سے بہت سی ترمیمیں پیش کی گئیں۔ لیکن یہ ترمیمیں یا واپس لے لی گئیں یا رائے شماری پر مسترد ہو گئیں۔ مسودہ کی ایک دفعہ یہ تھی۔ کہ سوال کے پیش کرنے کے فیصلہ کے متعلق ممبروں کی اکثریت کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔ اپوزیشن کی طرف سے ترمیم پیش کی گئی۔ کہ کم از کم ۵۰ ممبروں کی مرضی سے وہ سوال پیش ہوں یہ ترمیم گر گئی۔

نئی دہلی ۱۰ جنوری۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے ریلوے بورڈ نے ہندوستانی ریلوں کے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ مختتمہ مارچ ۱۹۳۷ء شائع کر دی ہے۔ اور اس میں لکھا ہے۔ کہ مال و اسباب کی ترسیل سے ریلوے کو جو آمدنی ہوتی ہے اس میں اس سال اضافہ ہوا ہے۔ اس سال کل آمدنی ۹۵½ کروڑ روپیہ تھی۔ سال گذشتہ سے یہ آمدنی تقریباً ۳¾ کروڑ روپیہ زیادہ ہے۔

بارسیلونا ۱۰ جنوری۔ ایک سرکاری کمیونکے مظہر ہے کہ سارے کے سارے ٹیرول پر حکومت ہسپانیہ کی افواج نے قبضہ کر لیا ہے۔

لاہور ۱۰ جنوری۔ لالہ دیش بندھو گپتا ایم ایل اے نے پنجاب اسمبلی میں ایک تحریک التوا کا نوٹس دیا ہے۔ تاکہ گورنر پنجاب کے میعاد عہدہ میں توسیع ایسے اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔ اس تحریک میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ملک معظم کی حکومت کا یہ فیصلہ اس طریق کے منافی ہے۔ جس کے مطابق کسی آئی سی ایس افسر کو پانچ سال سے زیادہ عرصہ تک گورنر نہیں رکھا جا سکتا۔ اور چونکہ گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ برطانیہ کے پاس اس کے خلاف پروٹسٹ نہیں کیا۔ اس لئے گورنمنٹ پنجاب کی اس غفلت پر بحث کرنے کے لئے کارروائی ملتوی ہونی چاہیئے۔

ہانگ کانگ ۱۰ جنوری۔ آج ایک درجن ہوائی جہازوں نے نانکن کے ایک فرانسیسی کیتھولک مشن پر بم برسائے۔ جن سے ایک پادری ہلاک ہو گیا اور بہت سے چینی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

لنڈن ۱۰ جنوری۔ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یورپ میں غیر معمولی سردی پڑ رہی ہے۔ یوگوسلاویہ میں اس قدر سردی پڑ رہی ہے کہ گذشتہ سالوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کئی بندرگاہیں برف کے تودوں سے اٹی ہوئی ہیں۔ ۲۰ رومانوی سردی سے ٹھٹھر کر مر گئے۔ وینس کے ساحل کا پانی بھی یخ بستہ ہو گیا ہے۔

امرتسر ۱۰ جنوری۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۱۲ آنے سے ۳ روپے ۶ آنے تک تخم حاضر ۲ روپے ۳ آنے ۶ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۴ آنے سے ۷ روپے ۸ آنے تک کپاس ۵ روپے روئی ۱۱ روپے ۸ آنے سونا دیسی ۳۵ روپے ۴ آنے چاندی دیسی ۵۰ روپیہ ۴ آنے ہے۔

احمدی احباب کی حج کو روانگی

قادیان ۱۰ جنوری۔ آج مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی بنگال برکت علی صاحب بجوپورہ (ضلع سہارنپور) اور کلثوم بیگم صاحبہ جو برکت علی صاحب کی بھانجی ہیں بعزم حج روانہ ہوئے۔ جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ خان بہادر چوہدری ابو الہاشم خان صاحب ایم۔ اے ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز بنگال اور دیگر احباب ریلوے سٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے قبل از روانگی سب احباب کے ساتھ عازمان حج کے لئے دعا فرمائی۔